انسانی زندگی اور قانون فطرت

تحریر: حضرت مولانا محمد صدیق صاحب

ہر انسان دنیا کی زندگی اور وقت گزارتا ہے اس کے بعد اس کو موت آجاتی ہے، بعد ازاں قبر کی برزخی زندگی گزارتا ہے، اس کے بعد قیامت کے دن قبروں سے اٹھ کر حشر کے میدان میں جانا ہوگا اور پھر حساب و کتاب کے بعد یا جنت اور یا جہنم----

محترم بھائیو! ان سب مرحلوں میں آدمی کے ساتھ اس کی دنیا کی زندگی کے لحاظ سے معاملہ کیا جائے گا۔ موت کے وقت بھی اس دنیا کی زندگی کے مطابق، قبر ہو یا میدان حشر، حتی کہ جنت اور جہنم میں داخلے کے وقت بھی اسی دنیا کی زندگی کے مطابق فیصلے ہونگے۔

اگر دنیا کی زندگی کی قدر کی ہوگی تو انسان کے ساتھ موت، قبر، میدان حشر اور سوال و جواب کے وقت بہتر سلوک کیا جائے گا ورنہ انجام برا ہوگا۔

ہمیں اس دنیا کی زندگی کی قدر کرنی چاہئے اور اس کے وقت کی قدر کرنی چاہئے اور مقصد تخلیق کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہئے۔

دنیا کی زندگی اور اس کا وقت انسان کے پاس بہت بڑی نعمت اور بہترین سرمایہ ہے اسی لئے مرتے وقت انسان وقت مانگتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وانفقوا من مارزقنا کم من قبل ان یاتی احد کم الموت فیقول رب لو لا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین" (منافقون ۰)

"جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور اس وقت وہ کہے کہ اے میرے رب کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور دے دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا"

اور قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ سے یہی مطالبہ کرے گا

"ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون" (السجدہ ۱۲)

"اے ہمارے رب، ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں ہمیں اب یقین آگیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے سب کچھ پیدا کیا انسان کیلئے، قرآن حکیم میں ہے "ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا" (البقرہ ۲۹) وہی تو ہے، جس نے تمہارے لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں "اور ہر طرح کی ان گنت نعمتوں سے نوازا

"واسبغ علیکم نعمه ظاہرۃ و باطنۃ (لقمن ۲)

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں"

یہ تو مادی لحاظ سے انسان کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے انتظام فرمایا۔

روحانی لحاظ سے بھی انسان کی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے اس طرح انتظام فرمایا کہ ایک لاکھ سے زیادہ انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔

پیغمبروں نے انسانوں کو یہی چیز بتائی کہ لوگو! دنیا کی زندگی اور اس کے وقت کی قدر و قیمت پہچانو۔ اس کو ضائع نہ کرو، یہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا تحفہ ہے۔ جنہوں نے انبیاء کی بات کو مان لیا دنیا کی زندگی اور اس کے وقت کی قدر پہچان گئے وہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران رہے اور جنہوں نے ان کی بات پر توجہ نہ کی وہ ناکام ہو گئے۔

سوال یہ ہے کہ دنیا کی زندگی اور اس کے وقت کی قدر پہچاننے کا کیا مطلب ہے ؟

دنیا کی زندگی اور اس کے وقت کی قدر کا یہ مطلب ہے کہ اس زندگی اور وقت کو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق گزارا جائے۔ بس یہ ہے اس دنیا کی زندگی اور اس کے وقت کی صحیح قدر اور اس دنیا کی زندگی کو اس کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق نہ گزارنا یہ ہے اس کی ناقدری اور پھر یہ بھی اللہ تعالیٰ کے غیر متغیر اصولوں میں سے ایک اصول اور فیصلہ ہے کہ جو لوگ اس ترتیب کے مطابق زندگی اور اس کا وقت گزاریں گے وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہونگے اور جنہوں نے اس ترتیب کو فراموش کر دیا وہ ناکام و نامراد

ہونگے۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی ترتیب کیا ہے کہ جس کے مطابق ہم زندگی گزاریں؟

تو بھائیو! یہ ترتیب اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے اور اس نے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں دنیا کے انسانوں کو وہ ترتیب بتاؤں گا یہ وعدہ کب کیا اور کن کے ساتھ اور کہاں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آدم و حواء علیہما السلام کو دنیا میں اتارا اس وقت یہ وعدہ فرمایا کہ "قلنا اھبطو امنھا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلاخوف علیھم و لاھم یحزنون" (بقرہ ۳۸)

"ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ' پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے' تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے' ان کیلئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا"۔

انبیاء علیہم السلام نے لوگوں کو بتایا کہ (اس ترتیب کے ساتھ زندگی اور اس کا وقت گزارو۔ بلکہ انہوں نے خود پہلے اس ترتیب) کے ساتھ (زندگی اور اس کا وقت گزار کر لوگوں کیلئے) نمونہ بن کر دکھایا تاکہ لوگوں کے لئے اس ترتیب کے مطابق زندگی گزارنا آسان ہو جائے۔

انبیاء علیہم السلام کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق زندگی گزارنا ہی دراصل اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا اور اسکی قدر کرنا ہے اور اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے اور اس ترتیب کے خلاف زندگی گزارنا' اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف زندگی گزارنا اور اس کی ناقدری کرنا ہے اور اس سے دنیا و آخرت میں ناکامی ہے۔

موت کا مرحلہ:۔ اب ہم اسی اجمال کو دلائل و واقعات کی روشنی میں دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی موت کے وقت کس طرح اس کی دنیا کی زندگی کے لحاظ سے معاملہ کیا جاتا ہے حدیث میں ہے کہ مومن آدمی کی جب اس دنیا سے آخرت کی طرف تیاری ہوتی ہے تو خوب صورت چہروں والے فرشتے جنت سے خوشبودار کفن لے کر حاضر ہو جاتے ہیں۔ ملک الموت آدمی کے سر کے پاس بیٹھے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں "ایتھا

النفس الطیبۃ اخرجی الی مغفرۃ من اللہ ورضوان" کہ اے پاکیزہ روح ! اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی کی طرف نکل۔ تو روح اس طرح جسم سے نکل جاتی ہے جیسے پانی مشک سے نکلتا ہے۔ لیکن کافر کے متعلق آتا ہے کہ اس کے پاس سیاہ چہروں والے فرشتے بدبودار ٹاٹ لے کر آجاتے ہیں اور ملک الموت کہتا ہے کہ "ایتھا النفس الخبیثۃ اخرجی الی سخط من اللہ" اے خبیث روح، اللہ کی طرف سے عذاب کی طرف نکل۔ اس کی روح جسم میں متفرق ہو جاتی ہے تو ملک الموت اس کو کھینچتا ہے جیسے بھیگی ہوئی اون سے تپائی ہوئی سیخ کھینچی جاتی ہے۔

قبر کا برزخی مرحلہ :۔ اور پھر قبر میں ترتیب الٰہی کے مطابق زندگی گزارنے والے مومن کیلئے کہا جاتا ہے (افرشوہ من الجنۃ والبسوہ من الجنۃ وافتحوا لہ بابا الی الجنۃ کہ اس کیلئے جنت کے قالین بچھادو اور بہشت کا لباس پہنادو اور اس کیلئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔

اس کے مقابل انبیاء علیہم السلام کی بتائی ہوئی ترتیب کو ٹھکرانے والے کیلئے حکم ہوتا ہے (افرشوہ من النار وافتحوا لہ بابا الی النار) اس کیلئے آگ کا بچھونا بچھادو اور دوزخ کا دروازہ کھول دو (مسند احمد)

میدان حشر کا مرحلہ :۔ اب دیکھئے قیامت کا دن ہوگا تو وہاں اسی دنیا کی زندگی کے مطابق معاملہ ہوگا مثلاً مومن اور مسلمان نور اور روشنی میں جا رہے ہونگے اور منافق اور کافران کے پیچھے اندھیرے میں ٹھوکریں کھا رہے ہوں گے اور کہیں گے کہ ہمیں بھی ساتھ ملا لو۔ ہم بھی دنیا میں تمہارے ساتھ ہی رہتے تھے قرآن کریم میں یہ بات بڑی صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔

" ویوم تری المومنین والمومنات یسعی نورھم بین ایدیھم وبایمانھم بشرلکم الیوم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ذالک ھو الفوز العظیم " (الحدید ۱۲)

اس دن جبکہ تم مومن مردوں اور عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے آگے اور

ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا (ان سے کہا جائے گا کہ) آج بشارت ہے تمہارے لئے۔ جنتیں ہونگی جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہی ہے بڑی کامیابی۔

اور فرمایا:

"یوم یقول المنافقون والمنافقات للذین آمنوا انظرونا نقتبس من نورکم قیل ارجعوا وراء کم فالتمسوا نورا فضرب بینھم بسورله باب باطنه فیه الرحمة وظاهره من قبله العذاب ینادو نھم الم نکن معکم قالو ابلی ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی حتی جاء امرالله وغرکم بالله الغرور" (الحدید ۱۳، ۱۴)

اس روز منافق مردوں اور عورتوں کا حال یہ ہوگا کہ وہ مومنوں سے کہیں گے ذرا ہماری طرف دیکھو تاکہ ہم تمہارے نور سے کچھ فائدہ اٹھائیں۔ مگر ان سے کہا جائے گا پیچھے ہٹ جاؤ۔ اپنا نور کہیں اور تلاش کرو۔ پھر ان کے درمیان ایک دیوار حائل کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا۔ اس دروازے کے اندر رحمت ہوگی اور باہر عذاب وہ مومنوں سے پکار کر کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ مومن جواب دیں گے ہاں۔ مگر تم نے اپنے آپ کو خود فتنے میں ڈالا۔ موقع پرستی کی۔ شک میں پڑے رہے۔ اور جھوٹی توقعات تمہیں فریب دیتی رہیں۔ یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آگیا۔ اور آخر وقت تک وہ بڑا دھوکے باز تمہیں اللہ کے معاملہ میں دھوکا دیتا رہا"۔

انبیاء علیہم السلام نے تو بتادیا تھا کہ قیامت کے دن نور اور اندھیرے کے یہ یہ اسباب ہیں۔ مثلاً فرمایا:۔ "بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیمة" ابوداؤد ترمذی عن بریدہ مرفوعاً "خوشخبری سنا دو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں مسجد کی طرف جاتے ہیں، قیامت کے روز مکمل نور کی"۔

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه ذکر

الصلو ۃ یوما فقال من حافظ علیھا کانت له نورا و برھانا ونجا ۃ یوم القیمۃ ومن لم یحافظ علیھا لم تکن له نورا ولا برھانا ولا نجاۃ وکان یوم القیۃ مع قارون و فرعون وھامان وابی بن خلف رواہ احمد والدارمی والبیھقی

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا جس شخص نے نماز کی حفاظت کی اس کیلئے نماز قیامت کے روز نور، برھان اور نجات کا باعث ہوگی جس نے نماز کی حفاظت نہ کی اس کے لئے نہ نور ہوگا نہ برہان اور نہ نجات نیز قیامت کے روز اس کا انجام قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

وعن جابر رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال "اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات یوم القیمۃ" (حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ تم ظلم سے بچو کیونکہ ظلم ہی قیامت کے دن کئی قسم کی تاریکیاں بن کر چھا جائے گا۔ نعوذ باللہ من الظلمات ونساله النور التام یوم القیمۃ

سوال و جواب کا مرحلہ :۔ جنہوں نے اپنی دنیا کی زندگی میں ترتیب الٰہی کو فراموش کر دیا۔ قرآن مجید میں ان سے سخت حساب فہمی کیلئے سوء الحساب (بری طرح حساب لینے) کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں مثلاً فرمایا: ۔

والذین لم یستجیبو اله لو ان لھم مافی الارض جمیعا ومثله معه لا فتدوا به اولئک لھم سوء الحساب وما وھم جھنم وبئس المھاد " (الرعد ۱۸)

اور جنہوں نے اسے قبول نہ کیا وہ اگر زمین کی ساری دولت کے بھی مالک ہوں اور اتنی ہی اور فراہم کرلیں تو وہ خدا کی پکڑ سے بچنے کیلئے اس سب کو فدیہ میں دے ڈالنے پر تیار ہو

جائیں گے یہ وہ لوگ ہیں جن سے بری طرح حساب لیا جائے گا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے' بہت ہی برا ٹھکانا"

اور نیک لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ :۔

اولئک الذین نتقبل عنہم احسن ماعملوا ونتجاوز عن سیاتھم (الاحقاف ۱۶)

"یہ وہ لوگ ہیں جن سے ہم ان کے بہتر اعمال قبول کرلیں گے اور ان کی برائیوں سے درگزر کریں گے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جو تشریح فرمائی ہے اسے امام احمد' بخاری' مسلم' ترمذی' نسائی' ابوداؤد' حاکم اور ابن جریر رحمہم اللہ نے مختلف الفاظ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے ایک روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا "من نوقش الحساب عذب "جس سے بھی حساب لیا گیا وہ مارا گیا۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالٰی نے یہ نہیں فرمایا کہ "جس کے نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا"؟ حضور نے جواب دیا "ذالک العرض" وہ تو صرف اعمال کی پیشی ہے۔ لیکن جس سے پوچھ گچھ کی گئی وہ مارا گیا۔" ایک اور روایت میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضور کو نماز میں یہ دعا مانگتے سنا کہ "اللھم حاسبنی حسابا یسیرا" خدایا مجھ سے ہلکا حساب لے"! آپ نے جب سلام پھیرا تو میں نے اس کا مطلب پوچھا آپ نے فرمایا ہلکے حساب سے مراد یہ ہے کہ بندے کے نامہ اعمال کو دیکھا جائے گا اور اس سے درگزر کیا جائے گا اے عائشہ اس روز جس سے حساب فہمی کی گئی وہ مارا گیا"۔

لہٰذا میرے بھائیو! ہمیں چاہئے کہ اس دنیا اور اس کے وقت کی قدر کریں۔ اس کے ایک ایک دن اور ایک ایک رات کو غنیمت جانیں۔ کیونکہ اس کو دیکھ کر اگلے سب مرحلوں میں فیصلے ہونے ہیں اور وہاں فیصلے ہمیشہ کیلئے ہونے ہیں اگر آج ہم نے ایک منٹ اللہ کی مرضی اور اس کی انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق گزار لیا'

تو ہو سکتا ہے قبر میں، آخرت میں ہزاروں سالوں کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے چھٹکارے کا سبب بن جائے۔ اور اگر اس کی مرضی کے خلاف گزارا تو ہو سکتا ہے کہ ہزاروں برسوں کی مصیبتوں میں گرفتار ہو جانے کا سبب بن جائے۔

جنت اور جہنم میں داخلے کا مرحلہ:- اس مرحلے میں بھی دنیا کی زندگی کو دیکھا جائے گا کہ کیسے گزاری اسی لئے فرمایا: "یوم یجمعکم لیوم الجمع ذلک یوم التغابن ومن یومن باللہ ویعمل صالحا یکفرعنہ سیاتہ ویدخلہ جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا ذلک الفوز العظیم"

" وہ دن ہوگا ایک دوسرے کے مقابلے میں لوگوں کی ہار جیت کا جو اللہ پر ایمان لایا ہے اور نیک عمل کرتا ہے۔ اللہ اس کے گناہ جھاڑ دے گا اور اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے"

"والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولئک اصحاب النار خالدین فیہا وبئس المصیر" اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے اور ہماری آیات کو جھٹلایا ہے وہ دوزخ کے باشندے ہونگے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔

فاسال اللہ لی ولکم العافیۃ فی الدنیا والآخرۃ

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المسلین والحمد للہ رب العالمین